ماہنامہ

مارچ 2022

سبقِ پھر پڑھ

لاہور

بیاد

بابائے خلافت' چودھری رحمت علی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

ال عمران چوہدری

دارُالسّلام

تمام مسلم ممالک کو ملا کر کرّۂ ارض پر معرضِ وجود
میں آنے والی عظیم تر اسلامی مملکتِ واحدہ کا نام

الخلافۃ

تحریکِ عظمتِ اسلام

لٹریچر دستیاب ہے (بالکل فری)

آپ اپنی تعلیم، پتہ اور دنیا میں دینِ حق کو سربلند کرنے میں آپ کی تڑپ کے متعلق ایک مختصر جملہ بھیج کر درج ذیل لٹریچر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ خرچہ ڈاک بھی بذمہ ادارہ ہوگا۔

نام	صفحات
1-اسلام پر کیا گزری	16
2-نظامِ خلافت ہی کیوں؟	16
3-ہماری سمت درست نہیں	16
4-خلافت، فیوض و برکات	08
5-ہمارا تعارف اور ہدف	04

نوٹ:

1-ان پمفلٹس کا صرف ایک سیٹ منگوا سکتے ہیں۔
2-پتہ صاف ستھرا اور واضح لکھیں تاکہ ڈاک کا مسئلہ نہ ہو۔
3-خود بغور پڑھیں اور آگے کسی دوسرے کے حوالے کریں۔
4-طلبا و طالبات کو ترجیح دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ: دارالسلام (4 - 29 / B) واپڈا ٹاؤن لاہور موبائل: 0300 - 8425428

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر
سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئیں
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بَلِّغْ

مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

مُدیر

چودھری رحمت علی مرحوم بابائے خلافت

نوٹ

1۔ عطیات وواجبات بینک الحبیب لمیٹڈ کی برانچ واپڈا ٹاؤن، لاہور کے اکاؤنٹ نمبر 4-01-101 0040-0081-000 میں جمع کروائیں۔

2۔ ''سبق پھر پڑھ'' کی مطلوبہ کاپیاں خرید کر آپ اپنے ہاں مفت یا قیمتاً تقسیم کرکے اشاعتِ دین کے فرضِ منصبی سے عہدہ براء ہوسکتے ہیں۔

3۔ ادارہ کا مضمون نگار سے کلی طور پر اتفاق ضروری نہیں۔

زرِتعاون

فی شمارہ :-/30 روپے
سالانہ :-/300 روپے

بیرونِ پاکستان منگوانے کے خواہشمند حضرات علیحدہ رابطہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں وہی کام کرنے کی توفیق عطا فرما جو مسلمانانِ عالم کو دنیا میں بالا کردیں، جو تیرے دین کو غالب کردیں

سبقِ پھر پڑھ

ماہنامہ لاہور۔ پاکستان

جلد:30 شمارہ:03 شعبان 1443ھ مارچ 2022ء

اس شمارے میں

☆اداریہ: غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ----04
☆ قافلۂ سخت جاں --------------------09
☆اللہ کی قانونی حاکمیت -----------------14
☆اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو کیوں غالب رکھنا چاہتا ہے؟---21

مقامِ اشاعت

چودھری ال عمران پبلشر نے میٹرو پرنٹرز سے چھپواکر دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور سے شائع کیا

CPL NO. 91

CPL NO. 91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ (۷)

اداریہ......ڈاکٹر نجم الدین

ترجمہ! ”یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ! آپ ہمیں مغضوب اور گمراہ لوگوں کے راستہ (دین) سے بچالیں“ آمین۔

یہ سورۃ الفاتحہ کی ساتویں وآخری آیتِ مبارکہ ہے۔ جو کہ پانچ الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس میں مغضوب اور ضالین کے الفاظ خاص طور پر غور طلب ہیں۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اللہ رب العزت قرآنِ مجید میں کیا راہنمائی دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

۱۔ هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَكُمۡ خَلَائِفَ فِى الۡأَرۡضِ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهُ وَلَا يَزِيۡدُ الۡكَافِرِيۡنَ كُفۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ إِلَّا مَقۡتاً وَلَا يَزِيۡدُ الۡكَافِرِيۡنَ كُفۡرُهُمۡ إِلَّا خَسَاراً **(39)**

وہ اللہ رب العزت ہی تو ہیں جنہوں نے آپ لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنایا (تقرر کیا) ہے (حاکم نہیں)۔ جس نے (خلافت کے قیام کا) انکار کیا وہ اس کی سزا بھگتے گا۔ کفر (خلافت کا انکار) کرنے والوں کا کفر اللہ رب العزت کے غضب (ناراضی) کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔ کافروں کا کفران کے خسارے (تباہی وبربادی) کو ہی بڑھاتا ہے۔ (۳۹: سورۃ الفاطر)

۲۔ وَالَّذِيۡنَ يُحَاجُّوۡنَ فِى اللَّهِ مِن بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهُ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمۡ وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ وَلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ **(16)** اللَّهُ الَّذِىۡ أَنزَلَ الۡكِتَابَ بِالۡحَقِّ وَالۡمِيۡزَانَ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيۡبٌ **(17)**

”اللہ رب العزت کی دعوت (دین السلام) کو قبول کرنے کے بعد جو لوگ اللہ تعالیٰ (دینِ حق‘ السلام) کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کی حجت بازیاں ان کے رب العزت (حاکمِ اعلیٰ) کے نزدیک باطل (جھوٹ) ہیں۔ ان پر اللہ رب العزت کا غضب ہے (دنیا میں)

اوران کے لئے سخت عذاب ہے (آخرت میں) (۱۶) اللہ رب العزت وہ ہستی ہیں جنہوں نے کتاب (قرآن) کو دین حق بنا کر اتارا اور لوگوں کے درمیان میزان (عدل وانصاف، حکومت) قائم کرنے کے لئے عنایت فرمایا۔ تمہیں کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن (قیامت) قریب ہی آ گیا ہو (۱۷: سورۃ الشوریٰ)۔

۳۔ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (21)

کیا ان لوگوں نے (اللہ رب العزت کے) ایسے شریک بنا لئے ہیں جنہوں نے دین (اسلام) کی نوعیت (قسم) کا خود ساختہ دین (شریعت) بنا دیا ہے۔ جس کی اللہ رب العزت نے اجازت نہیں دی۔ اگر فیصلہ کرنے کی بات پہلے طے نہ ہوگئی ہوتی (کہ فیصلہ قیامت کو ہوگا) تو ان کا فیصلہ ابھی کر دیا جاتا (یعنی اللہ تعالیٰ اتنے غضب ناک ہوتے ہیں)۔ بلا شک وشبہ ان ظالموں کے لئے ہی دردناک عذاب ہے۔ (۲۱: سورۃ الشوریٰ)

۴۔ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ (31)

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (انکار کیا قرآن، دین، خلافت کا)، (ان سے پوچھا جائے گا) کیا تمہیں میری آیات (احکاماتِ قرآن) تلاوت کر کے نہ سنائی گئی تھی۔ تو پھر تم لوگوں نے تکبر کیا (انکار کیا دین، حاکمیتِ الٰہی، خلافت کا)، تم ہی مجرم لوگ تھے (دنیا میں جرم کرتے رہے)۔ (۳۱: سورۃ الجاثیہ)

۵۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ (8) ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ (9) ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ (10)

لوگوں میں سے کچھ بغیر علم، ہدایت و راہنمائی اور روشن کتاب کے (اپنے کندھے

اچکاتے‘ تکبر کرتے ہوئے)اللہ رب العزت کے بارے میں جھگڑا و بحث کرتے ہیں (۸)۔تا کہ لوگوں کو اللہ رب العزت کے راستے (عبادت‘ حاکیتِ الٰہی‘ قیامِ خلافت) سے گمراہ کریں۔ان لوگوں کے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی (اللہ کا غضب)اور قیامت کے روز بھی ہم ان کو دوزخ کے عذاب کا مزا چکھائیں گے(۹)۔ (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) یہ تمہارے اپنے ہی بھیجے ہوئے دنیاوی اعمال کا نتیجہ ہے ورنہ اللہ رب العزت تو اپنے عباد پر ظلم نہیں کرتے ۔(۱۰:سوۃ الحج)

۶۔ وَضُرِبَتُ عَلَيُهِمُ الذِّلَّةُ وَالُمَسُكَنَةُ وَبَآؤُواُ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ كَانُواُ يَكُفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقُتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيُرِ الُحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَواُ وَّكَانُواُ يَعُتَدُونَ **(61)**

ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کردی گئی اور وہ اللہ رب العزت کے غضب میں گھر گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات (احکامات قرآن‘ دین) کا کفر کرتے (سے انکاری) تھے۔انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے اور اس لئے کہ وہ اللہ رب العزت کے نافرمان اور حد سے گزر گئے تھے۔(۶۱:سورۃ البقرۃ)

۷۔ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّهِ الَّذِينَ كَفَرُواُ فَهُمُ لاَ يُؤُمِنُونَ **(55)**

یقیناً اللہ رب العزت کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سب سے بدتر مخلوق وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر (دینِ حق‘ قرآن کو ماننے سے انکار کردیا) کیا پھر وہ کسی طرح ایمان لانے والے نہیں۔(۵۵:سورۃ الانفال)

۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواُ مَن يَرُتَدَّ مِنكُمُ عَن دِينِهِ فَسَوُفَ يَأُتِي اللّهُ بِقَوُمٍ يُحِبُّهُمُ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الُمُؤُمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الُكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوُمَةَ لآئِمٍ ذَلِكَ فَضُلُ اللّهِ يُؤُتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ **(54)**

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو اللہ رب العزت اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کردیں گے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوں گے۔جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے اللہ رب العزت کے راستے میں جہاد

(قیام دین وخلافت کے لئے محنت) کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں کریں گے اس فضل واحسان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہتے ہیں نوازتے ہیں وہ بے حد وسعت فرمانے والے اور حالات کا پورا علم رکھنے والے ہیں۔ (۵۴: سوۃ المائدہ)

۹۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (41)

خشکی اور تری (بحر و بر) میں فساد برپا ہو گیا لوگوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی سے (نظامِ باطل میں اپنی کرتوتوں کی وجہ سے) جس کے نتیجہ میں ان کو نافرمانیوں کا مزہ چکھایا جارہا ہے تاکہ وہ پلٹ آئیں (دینِ حق، نظامِ اسلام کی طرف)۔ (۴۱: سورۃ الروم)

۱۰۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ (42) فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (43) فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ (44) فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (45)

تم میں سے بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے۔ اوران قوموں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا۔ تاکہ وہ عاجزی کے ساتھ ہمارے سامنے جھکیں۔ پس جب ہماری طرف سے ان پر سختی آئی تو کیوں نہ انہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، خوب کر رہے ہو۔ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو، جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر چیز سے مایوس تھے۔ اس طرح ان لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا تھا (نظامِ باطل میں رہ کر) اور تعریف صرف اللہ رب العالمین کے لئے

ہے (جو احکم الحاکمین ہیں)۔ (۴۲ تا ۴۵: سورۃ الانعام)

۱۱۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ **(6)** سورۃ البینہ

اہلِ کتاب اور مشرک لوگوں (باطل پرستوں) میں سے جنہوں نے کفر (قرآن و دینِ حق کا انکار) کیا وہ (اللہ رب العزت کے نزدیک) بدترین لوگ (مخلوق) ہیں جو ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلتے رہیں گے۔

خلاصہ!

درج بالا آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ......

۱۔ مغضوب لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ جن کو اللہ رب العزت نے دینِ حق (قرآن، دینِ اسلام، نظامِ خلافت) عنایت کیا لیکن وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دینِ حق سے منحرف ہو گئے (انکار کر دیا) اور انہوں نے نظامِ حق (دینِ اسلام، دینِ رحمت) کا راستہ چھوڑ کر نظامِ باطل (محرومی و شقاوت کا راستہ) اختیار کر لیا اور ان پر اللہ رب العزت کا غضب ٹوٹ پڑا۔ ذلت و رسوائی ان کے مقدر میں لکھ دی گئی اور وہ قومیں دنیا ہی میں ذلیل و خوار کر کے عذاب میں مبتلا کر دی گئیں مثلاً بنی اسرائیل، عاد اور ثمود وغیرہ......اور جیسے آج ہم ہیں ہم نے بھی اپنے دین (اسلام، نظامِ خلافت) کو چھوڑا ہوا ہے......اور وہ مغضوب قومیں ہم پر مسلط ہیں۔

۲۔ ضالین (گمراہ) لوگ کون؟ ایسے لوگ جو صراطِ مستقیم یا دینِ حق کو پا ہی نہ سکے۔ اس لئے ادھر ادھر بھٹکتے رہے اور اپنا خود ساختہ دین، آئین، راستہ اختیار کر کے گمراہ ہو گئے اور دینِ حق (اسلام) کی رحمتوں و فلاح و سعادت سے محروم رہے۔ اس لئے ہم اس آیت مبارکہ کو پڑھ کر اللہ رب العزت سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ......ہمیں مغضوب علیہ اور ضالین (گمراہ) لوگوں کے دین، نظام، آئین، راستہ، راہ سے بچائیں......آمین!

قافلۂ سخت جاں

(تحریک خلافت 1922ء کے سو سال مکمل ہونے پر خصوصی تحریر)

ڈاکٹر ساجد خاکوانی......

جنوری 1922ء میں تحریکِ خلافت زوروں پر تھی۔ پورا ہندوستان شامل تحریک تھا اور برطانوی سامراج کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ 23 نومبر 1919ء کو خلافت کمیٹی کا دہلی میں پہلا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ پہلی عالمی جنگ میں فتح کے بعد برطانوی سامراج نے حرمین شریفین کے مقاماتِ مقدسہ اور خلافتِ عثمانیہ کے بارے میں وعدہ خلافیاں کیں اس لیے حکومت برطانیہ سے عدم تعاون کر کے اسے ایفائے عہد پر مجبور کیا جائے۔ دسمبر 1919ء میں امرتسر میں مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں مہاتما گاندگی نے ہندو مسلم اتحاد کا بیڑا اٹھایا اور تحریک خلافت کی قیادت سنبھال لی۔ فروری 1920ء میں کلکتہ کے اندر کل ہند عظیم الشان خلافت کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس نے تحریک خلافت کو برطانیہ خلاف جذبات فراہم کیے اور کل ہندوستان میں سول نافرمانی کی وبا پھوٹ پڑی اور ہر کس و ناکس نے اس میں حصہ لیا۔ خلافت کمیٹی کا صدر دفتر لکھنو میں تھا اور اس کمیٹی کے اجتماعات اور عوامی جلسے ہندو مسلم اتحاد کے مظہر تھے کیونکہ یہ دونوں انگریز کے خلاف حالت تحریک میں تھے۔ اس وقت مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے رہنما اگرچہ مسلم لیگ میں شامل نہ تھے لیکن تحریک خلافت کی جدوجہد میں اکٹھے تھے۔ آکسفورڈ کے فارغ التحصیل مولانا محمد علی جوہر اور ان کے بھائی شوکت علی اس فہرست میں صف اول میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مولانا حسرت موہانی، رئیس

المہاجرین بیرسٹر جان محمد جونیجو‘ سید عطا اللہ شاہ بخاری‘ مولانا ابوالکلام آزاد‘ حکیم اجمل خان اور شوکت صدیقی بھی شامل تھے۔ تحریک خلافت کے تحت ملک بھر میں جگہ جگہ خلافت کانفرنسیں منعقد ہوتیں اور ہندو اور مسلمان رہنما ان جلسوں میں شریک ہوتے اور مل کر تحریک کے مقاصد کے حصول تک جدوجہد کرتے رہنے کا عزم کرتے۔

1919ء سے 1924ء تک چلنے والی یہ تحریک 1922ء کے آغاز میں اپنے جوبن پر تھی۔ خاص جنوری 1922ء میں مسلمانوں کے تمام راہنما پابند سلاسل ہو چکے تھے۔ مسلمان قیادت کی عدم موجودگی میں تحریک کی زمام کار ہندوؤں اور خاص طور پر گاندھی کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ اس دوران کچھ انتہا پسندوں نے تحریک کے نام پر قانون ہاتھ میں لینے کی کوششیں کیں اور ملک کے بعض علاقوں میں جلاؤ گھیراؤ کی سیاست ہونے لگی۔ عوام کے جذبات کا اس طرح سے اخراج ایک فطری امر تھا اور میدان میں موجود قیادت کا فرض تھا کہ ان حالات کو قابو کیا جائے اور پرامن جدوجہد کو حصول مقاصد کا ذریعہ بنا دیا جائے‘ چنانچہ 12,13 جنوری 1922ء کو بمبئی میں ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تحریک کو قانون کے دائرے میں رکھا جائے لیکن حالات قابو سے باہر ہوئے جا رہے تھے اور احمد آباد بری طرح فسادات کی زد میں آ چکا تھا۔ اس دوران خواتین بھی تحریک میں شامل ہو گئیں۔ خاص طور پر علی برادران کی والدہ بی اماں‘ بیگم محمد علی جوہر نے اس تحریک میں شامل ہو کر اسے گویا ایڑ لگا دی۔ تحریک اس قدر زور پکڑ چکی تھی کہ دن بدن حالات قابو سے باہر ہو چلے تھے۔ خاص طور پر مسلمانوں کے اخبارات کی خبریں بھی مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے کا کام کر رہی تھیں۔ ان خبروں کا ایک اثر یہ بھی تھا کہ خلافت کے خاتمے کا غصہ براہِ راست حکومت‘ حکومتی اداروں حتیٰ کہ حکومتی اہلکاروں پر بھی اترنا شروع ہو گیا۔

یہ تحریک اب یو پی اور بنگال تک پہنچ چکی تھی اور پولیس اور مظاہرین میں جھڑپیں

معمول کی بات بنتی جا رہی تھی۔ یو پی کے گورنر نے تو برطانوی باشندوں اور اعلیٰ حکومتی عہدیداروں پر اقدام قتل کی مساعی بھی روایت کیں۔ لوگ حکومتی ملازمتوں کو خیر باد کہہ رہے تھے‘ حکومتی تعلیمی اداروں کے مقابلے میں نئے نجی تعلیمی ادارے قائم ہو رہے تھے‘ سرکاری خطابات انگریز کے منہ پر مارے جا رہے تھے‘ حکیم اجمل خان سمیت متعدد مشاہیر اب تک اپنے سرکاری خطابات واپس کر چکے تھے۔ سرکاری تعلیمی ادارے ویران ہوتے چلے جا رہے تھے اور نجی تعلیمی ادارے دھڑا دھڑ تعمیر ہو رہے تھے اور ردعمل کے طور پر ان نجی اداروں کا معیار تعلیم بھی بلند تھا۔ جامعہ ملیہ کا قیام اس کی روشن مثال ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ یہ سلسلہ بڑے شہروں سے چھوٹے شہروں اور پھر قصبات و دیہات تک پھیل گیا اور علاقے کے نوابین نے اپنی جیب پر اخراجات کا بوجھ ڈالا‘ مقامی علماء کرام کو بھاری تنخواہوں پر ملازمتوں کی پیشکش کی تاکہ وہ سرکار کی جانب نہ دیکھیں اور اپنے اثر و رسوخ سے علاقے کے کل بچوں کو داخلہ دلوا کر یوں نئے تعلیمی اداروں سے شعور و آگہی کے نئے سفر کا آغاز کیا۔

جب حکمران اپنے عوام سے وعدے کریں اور پھر ان کا ایفا نہ کریں تو اس طرح کا ردعمل فطری اور یقینی ہے اور خاص پر جب معاملہ کسی مذہبی عقیدے کا ہو تو ازمنہ وسطی میں یورپ بھی ان جذبات کا مشاہدہ کر چکا تھا لیکن حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے سے وعدہ خلافی فراعین وقت کا وطیرہ ہوتا ہے۔ مسلمان راہنماؤں نے ملک میں اور ملک سے باہر برطانیہ کی مرکزی حکومت تک مذاکرات اور گفتگو کے راستے معاملہ سلجھانے کی حتی الامکان کوشش کی۔ مسلمانان ہند کے نمائندہ وفود لندن اور فرانس تک بھی گئے‘ مذاکرات کیے‘ عالمی دباؤ ڈالا اور ہندوستان کے مخدوش مستقبل سے بھی آگاہ کیا لیکن نتیجہ صفر ہی رہا اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان تمام کوششوں میں ہندو قیادت کا حق اتفاق بھی ساتھ شامل تھا لیکن اول روز سے انکار کا سلسلہ جو شروع ہوا تو آخری حد تک یہی رویہ سامنے آتا رہا۔

گورے سامراج کے عوام دشمن رویے نے پورے ملک کو بدامنی کی بھٹی میں جھونک دیا۔خاص طور پر جنوبی ہندوستان کے اضلاع زیادہ متاثر ہوئے۔چٹا گانگ' آسام اوران کے پڑوسی علاقے تو تحریک کا گویا گڑھ بن گئے تھے۔اس موقع پر تحریک کی قیادت نے فیصلہ کیا کہ حکومت کے ساتھ عدم تعاون کے ذریعے تحریک خلافت کو آگے بڑھایا جائے' چنانچہ قیادت کی اپیل پر ہندوستان کے کل عوام نے حکومت کو ادئیگیاں بند کردیں۔لگان جمع کرانے بند کر دیے گئے' صرف کان پور میں حکومت کو 75 فیصد نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور یو پی میں بھی لگان اور سرکاری واجبات جمع ہونے بند ہو گئے۔عدم تعاون کی تحریک میں گاندھی جی اور کانگریس کی دیگر قیادت بھی پیش پیش تھی۔یہ قیادت خود شہروں' بستیوں اور دیہاتوں میں پہنچ کر بدیسی حکمرانوں کے خلاف زہر اگلتی تھی اور عوام کو حکومت اور حکومتی اہلکاروں کے خلاف عدم ادائیگی پر اکساتی تھی۔نیتجتاً حکومت کیلئے مشکلات بہت بڑھ گئیں اور بنگال سمیت مختلف اضلاع میں ملازمین کو تنخواہیں دینے کیلئے خزانہ ناکافی ہو گیا۔اس سب کے باوجود حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی اور اپنی ضد پر اڑی رہی۔حکومت سے مایوسی کے بعد تحریک خلافت کی قیادت نے سول نافرمانی کی طرف قدم بڑھانا شروع کیا اور حکیم اجمل خان نے 30 اور 31 جنوری 1922ء کے ایک اجلاس میں حکومت کے خلاف تحریک چلانے کیلئے گاندھی جی کو جملہ اختیارات سونپ دیے۔اس پر مستزاد یہ کہ ہندوستان بھر کے نوسو جید علمائے دین نے احیائے خلافت کی تحریک کیلئے ترک موالات کے حق میں فتویٰ جاری کردیا۔

1922ء کے پہلے مہینے کے اختتام تک تحریک بہت تیزی سے اپنے حتمی مقاصد کی طرف بڑھ رہی تھی۔مقاصد حاصل ہوں گے یا نہیں؟ یہ امر تو ابھی اندھیرے میں تھا لیکن یہ بات ضرور تھی کہ 1857ء کے بعد ہندوستانی عوام جو ایک ہزار سالہ مسلمانوں کے شاندار دور اقتدار

کے نتیجے میں اعلیٰ ترین علمی' ادبی' تہذیبی' ثقافتی اور مذہبی روایات کے خوگر تھے لیکن اب ہر لحاظ سے دباؤ میں تھے اور ذہنی وجسمانی طور پر فرنگی ولایتی حکمرانوں سے مرعوب ہو چکے تھے اور کسی طور پر اپنے جذبات کے اظہار کا موقع فراہم کر دیا تھا۔ آزادی سلب ہونے کے باوجود ان کے اندر سے ابھی غیرت قومی' اتحاد و یگانگت اور ملی جذبات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ اسی کے ساتھ ساتھ بدیسی حکمرانوں کو بھی اندازہ ہو چلا تھا کہ جس قوم کو انہوں نے غلام بنائے رکھا ہے اس میں ایک ہزار سالہ مسلمان اقتدار کی پھونکی ہوئی روح آزادی ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ تحریک خلافت کے دوران ہند اور مسلمان ملتیں جدا جدا منازل کے حصول کے باوجود شاہراہ احتجاج پر شانہ بشانہ محو سفر تھیں اور ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلکہ پیشکش بھی سب سے پہلے ہندو قیادت کی طرف سے وارد ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ شر سے خیر پیدا فرمانے پر قدرت رکھتا ہے چنانچہ ہندو مسلم اتحاد اور ہندو قیادت کی موجودگی مسلمانوں کے لیے آگے بڑھنے کا باعث بنتی رہی اور یہ سفر آزادی پر جا کر منتج ہوا مگر افسوس کہ اس آزادی کی قدر آج تک نہیں کی گئی اور اس کے تقاضے اب تک تشنہ عمل ہیں۔

اہم اعلان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم قارئین کرام! آپ احباب کو انتہائی مسرت کے ساتھ خوش خبری دی جاتی ہے کہ تحریک کے امیر ڈاکٹر نجم الدین صاحب کی تحریر کردہ تفسیر و ترجمہ ''البرہان القرآن'' اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے چھپ چکا ہے اور تحریک کے دفتر بمقام B4 / 29' واپڈا ٹاؤن' لاہور اور ''مکتبہ قدوسیہ'' رحمان مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور میں موجود ہے جو حضرات خریدنا چاہیں وہ رابطہ کریں۔ شکریہ!

رابطہ نمبران: 7339377 - 0301، 4460487 - 0321

اللہ کی قانونی حاکمیت

(مولانا مودودیؒ کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' سے ایک اقتباس)

تحریر......مولانا مودودیؒ

قرآن فیصلہ کرتا ہے کہ اطاعت خالصۃً اللہ کی اور پیروی اسی کے قانون کی ہونی چاہئے۔اس کو چھوڑ کر دوسروں کی یا اپنی خواہشات نفس کی پیروی ممنوع ہے:

''اے نبی ﷺ! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے' پس تم دین کو اللہ کیلئے خالص کر کے اس کی بندگی کرو۔ خبردار' دین خالص اللہ ہی کیلئے ہے'' (الزمر:2)۔

''کہو' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کیلئے خالص کر کے اس کی بندگی کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے سرِ اطاعت جھکا دینے والا میں ہوں'' (الزمر:12-11)۔

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو'' (النحل:36)۔

''ان کو کوئی حکم اس کے سوا نہیں دیا گیا کہ یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کریں دین کو اس کیلئے خالص کرتے ہوئے'' (البینہ:5)۔

''پیروی کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اسے چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو'' (الاعراف:3)۔

''اور اگر تم نے اس علم کے بعد جو تیرے پاس آ کا ہے ان کی خواہشات کی پیروی

کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ تیرا کوئی حامی ہوگا نہ بچانے والا‘‘ (الرعد: 37)۔

’’پھر ہم نے تجھ کو دین کے ایک خاص طریقے پر قائم کر دیا پس تو اسی کی پیروی کر اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر جو علم نہیں رکھتے‘‘ (الجاثیہ: 18)۔

قرآن پاک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاملات کو منضبط کرنے کیلئے جو حدیں مقرر کر دی ہیں ان سے تجاوز کرنے کا کسی کو حق نہیں دیا ہے:

’’یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں‘ ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں‘‘ (البقرۃ: 229)۔

’’یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حد سے تجاوز کرے اس نے اپنے نفس پر خود ظلم کیا‘‘ (الطلاق: 1)۔

’’یہ اللہ کی حدیں ہیں اور پابندی سے انکار کرنے والوں کیلئے دردناک سزا ہے‘‘ (المجادلہ: 4)۔

نیز قرآن پاک یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف جو حکم بھی ہے وہ نہ صرف غلط اور ناجائز ہے بلکہ کفر و ضلالت اور ظلم و فسق ہے۔ اس طرح کا ہر فیصلہ جاہلیت کا فیصلہ ہے جس کا انکار لازمۂ ایمان ہے:

’’اور جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں‘‘ (المائدہ: 44)۔

’’اور جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں‘‘ (المائدہ: 45)۔

’’اور جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں‘‘ (المائدہ: 47)۔

’’کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ یقین رکھنے والوں کیلئے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے‘‘ (المائدہ: 50)۔

’’کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس

کتاب پر جو تیری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی تھیں اور پھر چاہتے ہیں کہ فیصلے کیلئے اپنا معاملہ طاغوت کے پاس لے جائیں' حالانکہ انہیں اس کا انکار کرنے کا حکم دیا گیا تھا؟ شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر گمراہی میں دور لے جائے'' (النساء:60)۔

رسول کی حیثیت

اللہ کا وہ قانون جس کی پیروی کا اوپر کی آیتوں میں حکم دیا گیا ہے' انسان تک اس کے پہنچنے کا ذریعہ صرف اللہ کا رسول ہے۔ وہی اس کی طرف سے اس کے احکام اور اس کی ہدایات انسانوں تک پہنچاتا ہے اور وہی اپنے قول اور عمل سے ان احکام و ہدایات کی تشریح کرتا ہے۔ پس رسول انسانی زندگی میں اللہ کی قانونی حاکمیت (Legal Sovereignty) کا نمائندہ ہے اور اس بنا پر اس کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ ہی کا یہ حکم ہے کہ رسول کے امر و نہی اور اس کے فیصلوں کو بے چون و چرا تسلیم کیا جائے' حتیٰ کہ ان پر دل میں بھی ناگواری پیدا نہ ہو' ورنہ ایمان کی خیر نہیں ہے:

''ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے'' (النساء:64)۔

''اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی'' (النساء:80)۔

''اور جو کوئی رسول سے اختلاف کرے گا جب کہ ہدایت اس پر واضح ہو چکی ہو اور ایمان لانے والوں کی روش کو چھوڑ کر دوسری راہ پر چلے گا اسے ہم اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اس کو جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے''

(النساء:115)

''اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روک دے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے'' (الحشر:7)۔

''پس نہیں تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ (اے نبی) وہ تجھے اپنے باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں'' (النساء:65)۔

بالاتر قانون

اللہ اور رسول ﷺ کا حکم قرآن کی رو سے وہ بالاتر قانون (Supreme Law) ہے جس کے مقابلہ میں اہل ایمان صرف اطاعت ہی کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جن معاملات میں اللہ اور اس کا رسول اپنا فیصلہ دے چکے ہیں ان میں کوئی مسلمان خود آزادانہ فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اس فیصلے سے انحراف ایمان کی ضد ہے:

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو اپنے اس معاملے میں ان کیلئے کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا'' (الاحزاب:36)۔

''وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور ہم نے اطاعت قبول کی پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق منہ موڑتا ہے۔ یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق منہ موڑ جاتا ہے'' (النور:47-48)۔

''ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جائیں اللہ اور اس کے

رسول کی طرف تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی 'ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' (النور: 51)۔

خلافت

انسانی حکومت کی صحیح صورت قرآن کی رو سے صرف یہ ہے کہ ریاست اللہ اور رسول کی قانونی بالادستی تسلیم کر کے اس کے حق میں حاکمیت سے دست بردار ہو جائے اور حاکمِ حقیقی کے تحت ''خلافت'' (نیابت) کی حیثیت قبول کرے۔ اس حیثیت میں اس کے اختیارات' خواہ وہ تشریعی ہوں یا عدالتی یا انتظامی' لازماً ان حدود سے محدود ہوں گے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔

''(اے نبیؐ) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے جو تصدیق کرتی ہے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی اور نگہبان ہے ان پر۔ پس جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی میں اس حق سے منہ نہ موڑو جو تمہارے پاس آیا ہے'' (المائدہ: 48)۔

''اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تم حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا لے جائیگا'' (ص: 26)۔

خلافت کی حقیقت

اس خلافت کا جو تصور قرآن میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین میں انسان کو جو قدرتیں بھی حاصل ہیں اللہ کی عطا اور بخشش سے حاصل ہوئی ہیں۔ اللہ نے خود انسان کو اس حیثیت میں رکھا ہے کہ وہ اس کی بخشی ہوئی طاقتوں کو اس کے دیئے ہوئے اختیار سے اس کی

زمین میں استعمال کرے۔اس لیے انسان یہاں خودمختار مالک نہیں بلکہ اصل مالک کا خلیفہ (نائب) ہے:

’’اور یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے لائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں‘‘(البقرۃ:31)۔

’’(اے انسانو) ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور تمہارے لیے اس میں سامانِ زیست فراہم کیے‘‘(الاعراف:10)،

’’کیا نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ نے تمہارے لیے وہ سب کچھ مسخر کر دیا جو زمین میں ہے‘‘(الحج:65)۔

ہر وہ قوم جسے زمین کے کسی حصہ میں اقتدار حاصل ہوتا ہے دراصل وہ وہاں اللہ کی خلیفہ ہوتی ہے۔

’’(اے قوم عاد) یاد کرو جبکہ اللہ نے تم کو قومِ نوح کے بعد خلیفہ بنایا‘‘ (الاعراف:69)

’’(اے قوم ثمود) یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں عاد کے بعد خلیفہ بنایا‘‘ (الاعراف:74)۔

’’(اے بنی اسرائیل) قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن (فرعون) کو ہلاک کرے اور زمین میں تم کو خلیفہ بنائے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو‘‘ (الاعراف:129)۔

لیکن یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ یہ

مالکِ حقیقی کے حکم کے تابع ہو۔ اس سے روگردانی کر کے جو خود مختارانہ نظامِ حکومت بنایا جائے وہ خلافت کی بجائے بغاوت بن جاتا ہے۔

''وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا' پھر جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر وبال ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفران کے رب کے ہاں کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا مگر اس کے غضب میں اور کافروں کیلئے ان کا کفر کوئی چیز نہیں بڑھاتا مگر خسارہ'' (فاطر:39)۔

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا...... وہ میری بندگی کریں' میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں''۔

اس جائز اور صحیح نوعیت کی خلافت کا حامل کوئی ایک شخص یا خاندان یا طبقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت (Community) اپنی مجموعی حیثیت میں ہوتی ہے جس نے مذکورہ بالا اصولوں کو تسلیم کر کے اپنی ریاست قائم کی ہو۔ سورۂ نور کی آیت 55 کے الفاظ اس معاملہ میں صریح ہیں۔ اس فقرے کی رو سے اہل ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے۔ کسی شخص یا طبقہ کو عام مومنین کے اختیارات خلافت سلب کر کے انہیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں اللہ کی خصوصی خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ خلافت میں خود عوام اللہ کی حاکمیت تسلیم کر کے اپنے اختیارات کو برضا و رغبت قانونِ الٰہی کے حدود میں محدود کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو کیوں غالب رکھنا چاہتا ہے؟

......منور احمد بندیشہ

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو اس لیے غالب رکھنا چاہتا ہے تا کہ یہ امت انسانیت کی اصلاح کی اس ذمہ داری کو ادا کر سکے جو اللہ نے اس پر ڈالی ہے۔ امتِ مسلمہ وہ گروہ ہے جس نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ ہم بطور امت یہ ذمہ داری ادا کریں گے۔ اللہ کو الہٰ اور معبود مانتے ہوئے اس کے ہر حکم کے پابند ہیں۔ اللہ کے احکامات کی تعمیل یعنی عبادت کریں گے اور اللہ کے احکامات سے کفر یعنی انکار نہیں کریں گے۔

دنیا میں عدل و انصاف قائم کریں گے۔ اللہ کی حاکمیت یعنی اسلامی نظام (دین) قائم کریں گے۔ اللہ کے احکامات بطور خلیفہ (نائب) دنیا سے تعمیل **(Implement)** کروائیں گے۔ دنیا کو ظلم و فساد سے نجات دلائیں گے۔ انسانیت کو گمراہیوں (ظلمات)' پریشانیوں' مشکلات سے نکال کر فراخی میں لائیں گے۔ انسانی زندگی کیلئے آسانیاں پیدا کریں گے۔ امن قائم کریں گے۔ لوگوں کو اطمینان' سکون اور ترقی دیں گے۔ لوگوں کی عزت اور جان کو محفوظ کریں گے۔ ہر قسم کے تعصّبات امیرُ غریب' حاکم اور محکوم' گورے اور کالے کے فرق کو ختم کریں گے۔ اس سلسلے میں اپنے کریکٹر اور کردار کو بھی ساری دنیا کیلئے مثالی بنائیں گے یعنی تقویٰ اختیار کریں گے۔ یہ جو انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری اس امت پر عائد ہے جس کو اٹھانے کا ہم نے اللہ سے عہد کیا ہے اسی ذمہ داری کو ادا کرنے کیلئے اللہ اس امت کو دنیا پر غالب دیکھنا چاہتا ہے۔

کیونکہ ہم بطور امت اس اصلاح کی ذمہ داری کو موجودہ دور میں قبول نہیں کر رہے ہیں اور اسے ادا کرنے کی کوشش بھی نہیں کر رہے ہیں اس لیے اس امت پر پستی' محکومی' ذلت اور غلامی مسلط ہے اور یہ حالت اس وقت تک تبدیل نہیں ہوگی جب تک ہم اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتے اور اسے ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔

اللہ جن امتوں پر دنیا کی یا انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری ڈالتا ہے ان امتوں کی سب سے پہلے اصلاح اپنے انبیاء کے ذریعے کراتا ہے تا کہ ان کے سامنے ایک واضح ماڈل، نمونہ اور طریقہ کار موجود ہو۔ اور ان امتوں کو اس ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ ان کے سامنے واضح رہنمائی، پروگرام اور طریقہ کار موجود ہو۔ یہ امتیں اگر دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری کو پورا کرتی رہتی ہیں تو اللہ ان امتوں کو امامت، قیادت اور دنیا میں غلبہ عطا کرتا ہے۔ ان کو عزت اور سرفرازی دیتا ہے تا کہ امت اس قیادت اور امامت سے اپنی وہ ذمہ داری ادا کر سکے۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے۔ اگر وہ امت دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری کو ادا نہیں کرتی تو اس کی حیثیت محض ایک تماشائی کی رہ جاتی ہے۔ دنیا کی اصلاح میں اس کو کوئی دلچسپی نہیں رہ جاتی ہے۔ دنیا کی اصلاح کیلئے یہ مال اور جان نہیں کھپاتی ہے تو اللہ ایسی امت سے ناراض ہو جاتا ہے، ان سے دنیا کی امامت اور قیادت چھین لیتا ہے۔ ان پر دوسری قوموں کو مسلط کر دیتا ہے۔ ان تمام امتوں میں سے بنی اسرائیل کی تفصیل قرآنِ مجید میں ہماری رہنمائی اور ہدایت کیلئے بیان فرمائی ہے تا کہ ہم ان واقعات سے سبق اور ہدایت حاصل کریں۔ ان امتوں کی تاریخ میں ہم یعنی امتِ مسلمہ آخری امت ہیں اور ہمارے رسول ﷺ آخری نبی ہیں اس لیے ہم پر انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری زیادہ عائد ہوی ہے۔ یہ ذمہ داری قیامت تک کیلئے ہے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کیلئے اللہ کا اس امت سے قرآنِ مجید میں غلبہ اور سرفرازی کا وعدہ ہے۔ اس لیے جب یہ امت اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کیلئے منظّم ہو کر اٹھے گی تو اللہ اس امت کو دوبارہ غلبہ اور سرفرازی عطا فرما دے گا۔ اللہ کا یہ وعدہ اس امت سے قیامت تک کے لیے ہے۔ اس سلسلے میں قرآنِ مجید کی آیات میں واضح ہدایات ہیں:

''اور نہ دل شکستہ ہو اور نہ ہی غم کرو، تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو'' آلِ عمران:139)۔

''اگر مدد کرے تمہاری اللہ تو نہیں ہے کوئی غالب آنے والا تم پر اور اگر چھوڑ دے وہ تم کو تو کون ہے وہ جو مدد کرے تمہاری اس کے بعد اور محض اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو،

(آلِ عمران:160)۔

''اے ایمان والو! ثابت قدم رہو اور (دشمنوں کے) مقابلے میں پامردی دکھاؤ اور اتفاق واتحاد قائم رکھتے ہوئے جہاد کیلئے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیابی سے ہمکنار رہو'' (آلِ عمران:200)۔

''اور ہرگز نہیں رکھا ہے اللہ نے کافروں کیلئے مومنوں پر غالب آنے کا کوئی راستہ'' (النساء:141)۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب مقابلہ ہو تمہارا کسی گروہ سے تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرتے رہو اللہ کا کثرت سے تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نہ جھگڑو آپس میں ورنہ بزدل ہو جاؤ گے تم اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور ثابت قدم رہو بے شک اللہ ساتھ ہے ثابت قدم رہنے والوں کے'' (انفال:42)۔

''اور مہیا رکھو ان کے مقابلے کیلئے جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے تاکہ خوفزدہ کر سکو تم اس کے ذریعے سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے دشمنوں کو جو ان کے علاوہ ہیں جنہیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ جانتا ہے انہیں اور جو بھی تم خرچ کرو گے کوئی چیز اللہ کی راہ میں تو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تمہیں اور تمہارے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے گی'' (انفال:60)۔

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے اگر مدد کرو گے تم اللہ کی تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور جما دے گا مضبوطی تمہارے قدم'' (محمد:7)۔

''لہٰذا نہ ہمت ہارو تم اور نہ درخواست کرو صلح کی اور تم ہی غالب رہنے والے ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور ہرگز ضائع نہیں کرے گا وہ تمہارے اعمال (کوششوں) کو'' (محمد:35)۔

''لکھ دیا ہے اللہ نے کہ ضرور غالب آکر رہوں گا میں اور میرے رسول بلاشبہ اللہ زور آور اور زبردست ہے'' (المجادلہ:21)۔

”وہ پاک ذات جس نے بھیجا ہے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ اسے غالب کر دے سب ادیان پر خواہ کتنا ہی نا گوار ہو مشرکین کو“ (الصّف:9)۔

”سو مدد کی ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں سو ہو کر رہے وہی غالب“ (الصّف:14)۔

”اور جو کوئی دوست بن جائے گا اللہ اور اس کے رسول کا اور ان کا جو ایمان لائے تو بے شک اللہ کی جماعت ہی سب پر غالب رہنے والی ہے“ (المائدہ:56)۔

”اور ضرور مدد کرتا ہے اللہ ان کی جو اس کی مدد کرتے ہیں یقیناً اللہ ہے بہت طاقتور اور زبردست“ (الحج:40)۔

”یہ وہ لوگ ہیں کہ اقتدار بخشیں ہم انہیں اپنی زمین میں تو قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں نیکی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے انجام سب کاموں کا“ (الحج:41)۔

مندرجہ بالا آیات کا مطلب ہے کہ امتِ مسلمہ دنیا پر غلبہ حاصل کرے یا غالب رہے۔سوال یہ ہے کہ اللہ امتِ مسلمہ کو دنیا پر غالب کیوں دیکھنا چاہتا ہے یا امتِ مسلمہ کو کیوں غالب رکھنا چاہتا ہے؟

اللہ امتِ مسلمہ کو دنیا پر اس لیے غالب دیکھنا چاہتا ہے اور غالب رکھنا چاہتا ہے تا کہ یہ دنیا پر معروف کا نظام قائم کرے۔عدل وانصاف قائم کرے لوگوں کا استحصال ختم کرے۔لوگوں کو خوشحالی اور ترقی دے۔ظاہر ہے دنیا میں عدل وانصاف کا نظام قائم ہوگا تو اس کے نتیجے میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔

امتِ مسلمہ کے علاوہ کوئی دوسری طاقت غالب ہوگی تو پھر کیا ہوگا؟

دنیا میں برائی ہوگی' فحاشی ہوگی' ظلم وفساد ہوگا' شرک ہوگا' لوگوں کی گردنیں اللہ کی بجائے انسانوں کے آگے جھکیں گی۔ ہر جگہ منکر ہی منکر ہوگا۔کالے اور گورے کا فرق ہوگا۔زبان اور علاقائی تعصب ہوگا۔معاشی اور سیاسی استحصال ہوگا۔لوگ سود سے نکلنا چاہیں گے لیکن نہیں نکل سکیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان کروڑوں ڈالر کی رقم محض سود کی قسط ادا کرتا ہے جو اس نے ورلڈ بینک' امریکہ اور دوسری ایجنسیوں سے لیا ہوا ہے۔ ہم جو بھی کپڑا اور روزمرہ کی اشیاء استعمال کرتے ہیں ان پر وہ تمام لوگ بھی اپنے حصے کا سود ادا کرتے ہیں جو اپنے آپ کو بڑے متقی اور پرہیزگار سمجھتے ہیں اور سود کو حرام خیال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کارخانے دار جب یہ روزمرہ کی تیار کردہ اشیاء مارکیٹ میں بھیجتا ہے تو وہ اس کی قیمت میں سود کی رقم کو بھی شامل کر لیتا ہے جو کارخانے کو چلانے کیلئے بینک سے لی ہے۔ اسی وجہ سے مہنگائی ہے۔ ان تمام وجوہات کی بناء پر اللہ امتِ مسلمہ کو دنیا پر غالب دیکھنا چاہتا ہے۔ اور یہی امتِ مسلمہ کا مقصد ہے۔ لیکن اگر امت مسلمہ اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کیلئے جدوجہد نہیں کرے گی تو پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے جب کہا گیا تم سے کہ نکلو (جدوجہد کیلئے) اللہ کی راہ میں تو تم چمٹ کر رہ گئے زمین سے' کیا پسند کر لیا ہے تم نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں (اگر ایسا ہے تو جان لو) کہ نہیں ساز و سامان دنیاوی زندگی کا آخرت کے مقابلے میں مگر بہت تھوڑا۔ اگر نہ نکلو گے تم تو سزا دے گا تم کو اللہ تعالیٰ دردناک سزا۔ اور لے آئے گا تمہاری جگہ دوسری قوم کو اور نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا کچھ بھی اور اللہ ایسا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (التوبہ: 39-38)۔

ظاہر ہے اگر امتِ مسلمہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے جدوجہد نہیں کرے گی' دنیا کی سہولیات اور آرائش کو ہی سب کچھ سمجھ لے گی تو پھر اللہ ان سے دنیا کی زمام کار چھین لے گا اور اس کے ساتھ سخت سزا بھی دے گا اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے سوائے پرانے اچھے وقتوں کو یاد کرنے کے۔ جیسا کہ ہم موجودہ دور میں کر رہے ہیں۔ امتِ مسلمہ کی اکثریت نے اپنے گمان اور خیالات کے مطابق دین کو بنا لیا ہے۔ مسلمانوں نے قرآن سے ہدایت اور ڈائریکشن لینا چھوڑ دی ہے۔ خواہشات کے بندے بن گئے ہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سے ان کی ذمہ داریوں اور مقاصد کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے اللہ ناراض ہوا اسی طرح امتِ مسلمہ اپنی ذمہ داریوں اور مقاصد کو پورا نہیں کر رہی ہے۔ اس لیے اللہ نے ان پر غیروں کی غلامی اور ذلت مسلط کر دی ہے۔ زیادہ تر مسلم

ممالک میں شرک کا نظام یعنی لوگوں پر لوگوں کی حکومت ہے۔لوگوں کی گردنیں بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کے سامنے جھکی ہوئی ہیں۔اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلے ہونے کی بجائے بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کی مرضی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ بہت کم لوگ اللہ کی ہدایت کے مطابق نظام کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں جیسا کہ مصر میں لوگوں نے نظام بدلنے کی کوشش کی تھی تو ان کو کچل دیا گیا ہے اور باقی امتِ مسلمہ نے تبدیلی لانے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ امتِ مسلمہ کی غالب اکثریت اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش اور جدوجہد کرے۔ اسلامی ممالک میں اسلامی نظام قائم ہوگا تو ان ممالک کی خودبخود ایک اسلامی یونین بن جائے گی' ان کے مقاصد بھی پورے ہونگے اور امتِ مسلمہ غالب آجائے گی۔اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید میں وعدہ ہے:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر مدد کرو گے تم اللہ کی تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور جمادے گا مضبوطی سے تمہارے قدم'' (محمد:7)۔

امتِ مسلمہ کے غلبہ کو جو کام فائدہ پہنچاتے ہیں یا غالب ہونے میں مدد دیتے ہیں انہیں قرآنِ مجید میں عمل صالح کہا گیا ہے۔ان کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔امتِ مسلمہ کے غلبہ مقاصد کو جو کام نقصان پہنچاتے ہیں ان سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔لیکن واضح ہدایت کے باوجود کوئی خلاف ورزی کرے تو گناہ کا مرتکب ہوگا۔امتِ مسلمہ کے غلبہ میں جو کام مفید ہیں یا مدد دیتے ہیں ان پر کافی بحث ہو چکی مثلاً اسلامی نظام' جہاد' تقویٰ وغیرہ۔

جو عمل امتِ مسلمہ کے غلبہ کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کیلئے بھی قرآنِ مجید میں اللہ کی واضح ہدایات موجود ہیں۔امتِ مسلمہ کے غلبہ کو نقصان پہنچانے والے عمل یا کام:

۱۔غیر اسلامی نظام ۲۔فرقہ پرستی

۳۔مایوسی ۴۔خودغرض لوگ

۵۔لہو ولعب یعنی بے مقصدیت ۶۔دولت مند لوگوں کا کردار اور دنیا کی متاع

۷۔امت کے غلبہ کیلئے مسجد اور منبر کا مثبت اور منفی کردار

ہماری دیگر تصانیف

نام کتاب	مصنف	قیمت
کتاب خلافت (پہلا ایڈیشن)	چودھری رحمت علی	50روپے
کتاب خلافت (دوسرا ایڈیشن)	چودھری رحمت علی	250روپے
جواز خلافت (اسلام انسانیت کا دین ہے)	چودھری رحمت علی	50روپے
خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل (کتابی شکل)	چودھری رحمت علی	50روپے
اسلام پر کیا گزری؟	چودھری رحمت علی	15روپے
شہادت علی الناس۔ ہمارا فرضِ منصبی	چودھری رحمت علی	20روپے
خلافت راشدہ	پروفیسر عبدالجبار شاکر	15روپے
عصرِ حاضر کے مسلمان اور اسلام	چودھری رحمت علی	20روپے
قرار دِ مقاصد میں وائرس	مہندس محمد اکرم خان سوری	125روپے
انسانیت کا دین؟ جمہوریت یا خلافت	ڈاکٹر نجم الدین	50روپے
الہ العالمین اور انسان	ڈاکٹر نجم الدین	250روپے

نوٹ:۔ پورا سیٹ -/800 روپے میں مہیا کر دیا جائے گا۔ ڈاک خرچہ بذمہ ادارہ

"سبق پھر پڑھ" کی جلدیں

جلد پنجم	جنوری 2005 تا دسمبر 2006
جلد ششم	جنوری 2007 تا دسمبر 2008
جلد ہفتم	جنوری 2009 تا دسمبر 2010
جلد ہشتم	جنوری 2011 تا دسمبر 2012
جلد نہم	جنوری 2013 تا دسمبر 2014
جلد دہم	جنوری 2015 تا دسمبر 2016

قیمت فی جلد -/250 روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ملنے کا پتہ: دارُالسلام واپڈا ٹاؤن، لاہور۔ فون 8425428 - 0300

Cell: 0300 - 8425428
Phone: 042 - 35187003
Fax: 042 - 35187003

Monthly
SABAQ PHIR PARRH
Lahore

Regd: CPL No. 91
Web: www.azmateislam.com
Email: khalafat@hotmail.com

ریاستِ مدینہ

حکومتِ وقت کی آج ریاستِ مدینہ کی طرز کی ریاست مسلمانانِ پاکستان بلکہ مسلمانانِ عالم کیلئے ایسی خوش کن صدائے سکون ہے کہ جس کی ٹھنڈک فرشتے بھی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی خواہش کو وہ روح بھی محسوس کرتے ہونگے جو اللہ کے ہاں چلے گئے اس لیے کہ پاکستان کا وجود ہی اس غرض کیلئے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ دعویٰ یہ کیا گیا تھا کہ ایک ایسی اسلامی ریاست کو معرضِ وجود میں لایا جائے گا جو قرآن وسنت کے کام کو بطور نمونہ کا پتہ دے گی۔

شاید یہ حقیقت ہمارے ذہن میں نہیں سماتی کہ ایسی ریاست صرف ایک ہی صورت میں وجود پذیر ہوسکتی ہے کہ انسان ساختہ آئین جو ہمارے ہاں اس وقت ہے کی بجائے قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنایا جائے۔ دورِ نبوت میں بھی مدینہ میں ایسی ریاست کبھی معرضِ وجود میں نہ آتی اگر 73ء کی طرح کا انسان ساختہ آئین بروئے کار لایا جاتا۔ دراصل مدینہ طرز کی ریاست کا نام لینے سے پہلے یہ اعلان ہونا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں مملکتِ عزیز میں قرآن وسنت بلکہ قرآن ہی آئینِ مملکت ہوگا کیونکہ قرآن میں خود سنت شامل ہے۔ اور تو اور محمد علی جناحؒ سے جب آئینِ پاکستان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں آئین چودہ سو سال پہلے کا یعنی قرآنِ مجید ہے۔ سخت غلطی پر ہے وہ جو ہمارے ہاں موجودہ یعنی اللہ ساختہ آئین کی بجائے انسان ساختہ آئین سے مدینہ کی سی ریاست قائم کرنے کی امید رکھے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر تا قیامت ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ سو بات کی ایک بات ہے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر مدینہ کی سی ریاست کو معرضِ وجود میں لانے کی خواہش ایسے ہی ہے جیسے کہ وضو کیے بغیر نماز کا ادا کرنا۔

الداعی الی الخیر:
تحریکِ عظمتِ اسلام دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور
فون: 0300-8425428, 0321-4114584